محمد منظور صاحب مدرس جامعہ اسلامیہ چاہ شاہاں گوجرانوالہ

سیرتِ طیبہ کا پیغامِ امن و عافیت

وَمَا اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِیْنَ ۔

ترجمہ :- اے پیغمبر ہم نے تجھ کو سارے جہان کے لئے رحمت بنا کر بھیجا (سورہ انبیاء پ ۱۷ - ۱۰۷)

بلاشبہ اسلام کتاب و سنت سے عبارت ہے ۔ رسول رحمت صلی اللہ علیہ وسلم اس کی دعوت ہی دنیا میں پیش کرنے کے لئے مبعوث ہوئے ۔ اسلام تو سراپا امن و سلامتی ہے اس کے معنیٰ ہی صلح و امن کے ہیں مسلمان جب آپس میں ملتے ہیں تو رنگ و نسل میں اختلاف کے باوجود ایک دوسرے کو سلامتی کی دعا دیتے ہیں ۔ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے اسلام کے پیغام کو دنیا میں پہنچایا اور اس پر خود بھی عمل کر کے دکھلایا اسی لئے آپ کی سیرت طیبہ کو اسوہ حسنہ سے تعبیر کیا گیا ۔ بلاشبہ انسانیت امن کی آغوش میں ہی پنپ سکتی ہے ۔ اسی لئے دنیا میں تحدید اسلحہ اور پائیدار امن کے لئے عالمی سطح پر کوششیں ہو رہی ہیں مگر یہ بات یاد رہے کہ پائیدار امن و عافیت کے لئے سیرت طیبہ سے ہی رہنمائی حاصل کرنا ہو گی ۔

یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت طیبہ کا تابندہ باب ہے کہ آپؐ نے ہمیشہ امن و سلامتی کو پروان چڑھانے کے لئے جد و جہد کی ۔ پیغام امن و سلامتی کو سمجھنے کے لئے دور جاہلیت پر نظر ڈالنا ضروری ہے ۔ جب فتنہ و فساد کی سیاہ گھٹاؤں میں افق عالم پر کوئی ستارۂ امید نظر نہیں آتا تھا ۔ ظلم و ستم کی ہولناک موجوں میں کشتئ مراد پاش پاش ہو کر آخری جھکولے کھا رہی تھی ۔ ایران میں فحاشی و بدکاری جزو زندگی بنی ہوئی تھی ۔ عوام کی بہو بیٹیوں کی عزت

مرد کی شہوت پرستی کے ہاتھوں کھلونا بن رہی تھی۔ یونان کی حالت یہ تھی کہ غلاموں کو انسانیت کے ابتدائی حقِ زندگی سے بھی محروم کر دیا گیا تھا۔ معمولی باتوں پر بپھرے ہوئے شیروں کے سامنے ڈال دینا۔ اور غلاموں کا گوشت ہڈیوں سے جدا کر دیا جانا حکمرانوں کا ایک دلچسپ تماشہ تھا۔ جسے دل چاہتا پہاڑ کی چوٹی سے گرا کر ہلاک کر دیا جاتا۔ ہندوستان کی حالت بھی ابتر تھی انسانوں کو مختلف مدارج میں تقسیم کر دیا گیا۔ بیچارہ اچھوت برہمنوں کی اشیاء کو ہاتھ نہیں لگا سکتا تھا۔ اور نہ ہی عبادت گاہوں میں قدم رکھ سکتا تھا۔ ارضِ فلسطین میں یہودیوں نے نحن ابناء اللّٰہ و احباءہٗ کا نعرہ لگا رکھا تھا۔ بنی اسرائیل ہی ان کے زعم میں خدا کے لاڈلے بیٹے تھے۔ اور دوسروں کو فضل و کرم کے ذخیرہ سے ایک ریزہ بھی اٹھانے کی اجازت نہ تھی۔

مدائن سے قسطنطنیہ تک کی سرزمین دو بڑی شہنشاہیتوں کے ظلم و ستم کا نشانہ بنی ہوئی تھی۔ تہذیب کو پامال کیا جا رہا تھا۔ شرافت سر پیٹ رہی تھی۔ انسانیت خون کے آنسو رو رہی تھی۔ مگر شہنشاہیت کا سر پُرغرور تھا کہ اونچا ہی اونچا ہو رہا تھا اور ان بربادیوں کو دیکھ کر مسکرا رہی تھی۔ آبادیاں اجڑ رہی تھیں یعنی انسانوں کی کھوپڑیوں پر قصرِ قیصری و ایوانِ کسریٰ کی شاندار بنیادیں اٹھائی جا رہی تھیں۔ سرزمین عرب کا حال سب سے بدتر تھا۔ باہم لڑائیوں کا ایک لامتناہی سلسلہ تھا۔ جو سارے جزیرۂ عرب میں پھیلا ہوا تھا۔ جنگ و جدل سلب و نہب مایۂ فخر و ناز تھا۔ قماربازی فخر کی بات تھی۔ شراب نوشی عزتِ نفس کی دلیل اور زناکاری قابلِ تحسین کارنامہ تھا۔ معصوم بچیوں کو زندہ درگور کر دینا عظمت و شرافت کا ثبوت سمجھا جاتا تھا۔

اس دورِ جاہلیت وحشت و بربریت میں نبیٔ رحمت صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے آپ کے پیغامِ امن و عافیت نے دنیا کو امن کا گہوارہ بنا دیا۔ آپؐ کا ارشادِ گرامی ہے مسلمان وہ ہے جس کے ہاتھ اور زبان سے مسلمان محفوظ رہیں۔ صلح حدیبیہ کا واقعہ اس بات کا بیّن ثبوت ہے کہ اسلام لڑنے جھگڑنے کو پسند نہیں کرتا۔ امن و سلامتی کی خاطر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ شرائط بھی مان لیں جو بظاہر ناروا تھیں۔ اسلام اگر جنگ و جدل کا حامی ہوتا۔ تو مسلمان عمرہ ادا کئے بغیر مدینہ واپس نہ جاتے۔ قرآن مجید کا ارشاد ہے جس کسی نے کسی جان کو قتل کر ڈالا تو گویا اس نے تمام انسانوں کا خون کیا۔ اور جس کسی نے کسی کی زندگی بچائی تو گویا اس نے تمام انسانوں کو زندگی دے دی۔ قیام و بقائے